مردم شماری

میں

اُردو کی اہمیت

تقریر

ہارون خاں شروانی

صدر مردم شماری کمیٹی

انجمن ترقی اُردو حیدرآباد

حیدرآباد

۱۹۶۱

خواتین و حاضرین!

چند روز ہوئے میں نے انجمن ترقی اردو و مردم شماری کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے ایک اخباری کانفرنس کو مخاطب کیا تھا۔ اسکی رپورٹ حیدرآباد کے مختلف اخباروں میں شائع ہوئی تھی، اور یہ آپ صاحبوں کی نظر سے گزری ہوگی۔ اس وقت آپ کو بطور خاص اسلئے تکلیف دی گئی ہے کہ حیدرآباد شہر کے اردو مادری زبان والوں کی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر آپ سے یہ درخواست کی جائے کہ آپ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں چھوٹے چھوٹے اجتماعات کرکے یا کسی دوسرے طریقے سے اردو کا پیام گھر گھر پہونچائیں۔ ہمارا حیدرآباد آندھرا پردیش کا گویا دل ہے، اور اگر میں کہوں کہ اردو زبان حیدرآباد کا دل ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

یوں تو زبان انسان کے خیالات کی آئینہ دار ہوتی ہے اور ایک شخص کا دوسرے شخص کے ساتھ تعلق پیدا کرتی ہے؛ لیکن جب سے ہمارا ملک زبانوں کے اعتبار سے مختلف ریاستوں میں تقسیم ہوا ہے اس وقت سے زبانوں کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ نیز چونکہ کسی ملک یا صوبے کی لسانی حد بندی جغرافی حد بندی کے ساتھ کلیتاً وابستہ نہیں ہوتی اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہر ریاست میں لسانی اکثریت کے ساتھ لسانی اقلیتیں بھی موجود ہوں۔ اردو زبان کا موقف

دوسری اقلیتی زبانوں سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ ایک طرف تو ہندستان کا کوئی صوبہ ایسا نہیں جہاں کی ایک قابل لحاظ آبادی کی وہ مادری زبان نہ ہو اور جہاں وہ نسبتاً آزادی کے ساتھ بولی اور سمجھی جاتی نہ ہو، اور دوسری جانب سوائے جزوی طور پر کشمیر کے یہ کسی ریاست کی مقدم سرکاری زبان نہیں۔ صرف ہماری آندھرا پردیش ایسی ریاست ہے جہاں اس کے لئے ایک ریاستی زبان کا موقف تسلیم کرلیا گیا ہے اور اس اعتبار سے آندھرا پردیش دوسری ریاستوں کے لئے گویا ایک چراغ راہ ثابت ہو رہا ہے۔ اب جب کہ اس ریاست میں بہت جلد لازمی ابتدائی تعلیم رائج ہونے والی ہے، اس کی بڑی ضرورت ہے کہ نہ صرف حکومت کو بلکہ خود ہمیں بھی اسکا اندازہ ہو جائے کہ اول تو یہاں کی آبادی کا کتنا حصہ ایسا ہے جہاں گھروں کے اندر میاں بیوی، ماں باپ، بھائی بہن، آپس میں یہ زبان بولتے ہیں، اور دوسرے یہ کہ کتنے ایسے گھرانے ہیں جن کی مادری زبان کوئی دوسری زبان (مثلاً تلگو، ہندی، مرہٹی، کنڑی) ہے مگر اس کے بعض افراد اردو کو بطور ثانوی زبان کے سمجھتے اور بولتے ہیں۔

بظاہر یہ مسئلہ نہایت سیدھا سادہ ہے۔ سرکار کی طرف سے جو ہدایتیں وصول ہوئی ہیں ان میں اس پر اصرار کیا گیا ہے کہ ہر شخص مردم شماری فارموں کے خانے (۷۔الف) میں اپنی حقیقی مادری زبان کا اندراج کرائے۔ جس گھر میں تلگو بولی جاتی ہو اس کے افراد تلگو لکھوائیں، جہاں تامل بولی جاتی ہو وہ تامل اور

جہاں ہندی بولی جاتی ہو وہ ہندی لکھوائیں۔ اس میں تو کوئی التباس ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر اردو کا مسئلہ کئی وجہ سے پیچیدہ بن گیا ہے۔ آپ حاضرین کو اس کا علم ہوگا کہ سنہ ۱۹۵۱ کی مردم شماری میں بعض ریاستوں میں، جن میں حیدرآباد ریاست بھی شامل تھی، ہزاروں بلکہ لاکھوں نے جن کی مادری زبان اردو تھی، محض غلط فہمی کی بنا پر، مادری زبان کے خانے میں ”ہندستانی زبان“ کا اندراج کرا دیا، جس کے باعث ان لاکھوں اردو بولنے والوں کی گنتی سے اردو زبان محروم ہوگئی۔ اس کے علاوہ جنوبی ہند میں اردو زبان کے متعدد دوسرے نام بھی رائج ہیں جیسے دکھنی، مسلمانی، ترکوماٹا وغیرہ۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس کسی نے مادری زبان کے خانے میں ہندستانی، یا دکھنی، یا مسلمانی، یا ترکوماٹا لکھوا دیا اس نے اردو والوں کی گنتی میں ایک کی کمی کر دی۔ اگر کسی رقبے میں اردو مادری زبان والوں کی تعداد ایک ہزار ہو اور ان میں سے ۲۰۰ نے اپنی زبان کو ہندستانی، ۱۵۰ نے دکھنی، ۱۰۰ نے مسلمانی اور ۵۰ نے ترکوماٹا لکھوا دیا، یا شمار کنندے نے ایسے اندراجات کردئے تو پھر گویا اردو مادری زبان والوں میں سے ۵۰۰ نکل گئے، اور نہ صرف مردم شماری کے اعتبار سے بلکہ حکومتی اور ہر دوسرے اعتبار سے اردو برادری بجائے ایک ہزار کے صرف پانچ سو کی رہ گئی اور باقی آبادی ناقابل لحاظ ہوگئی۔ یہ ایک دن کی بات نہیں، بلکہ اس کے اثرات برابر دس برس تک پڑتے رہیں گے۔ ہم ہرگز کسی سے

یہ نہیں کہتے کہ اگر آپ اپنے گھروالوں سے تلگو یا تامل میں بات چیت کرتے ہوں اور باہر اردو زبان سے اپنا کام نکالتے ہوں تو مادری زبان کے خانے میں اردو لکھوائے - ایسی صورت میں تو آپ کا فرض ہے کہ خانہ (۷ - الف) میں اپنی مادری زبان ہی لکھوائیں - لیکن اگر آپ اپنے گھر میں کسی طرح کی بھی اردو بولتے ہوں تو پھر آپ کو خانہ (۷ - الف) میں اردو اور صرف اردو کا اندراج کرانا چاہئیے - ایک اور مغالطہ ممکن ہے - بہت سے ایسے پڑھے لکھے اور اَن پڑھ لوگ ہوں گے جن کی مادری زبان اردو ہو مگر وہ تلگو بھی روانی کے ساتھ بولتے ہوں - ان میں سے کم سے کم ان پڑھ لوگوں کی بابت یہ خطرہ ہوسکتا ہے کہ جب تلگو بولنے والا شمار کنندہ ان کے پاس آئے اور وہ ان سے تلگو میں بات چیت کرے تو کہیں شمار کنندہ اپنے آپ خانہ (۷ - الف) میں تلگو نہ لکھدے - اسلئے ہر اردو بولنے والے شہری کو اس کی نگرانی کرنی ضروری ہے کہ اس خانے میں اس نے لفظ « اردو » کے لئے « U » یا « ہ » کا اندراج کیا ہے یا نہیں -

دوسرا مسئلہ خانہ (۷ - ب) کا ہے - یہ وہ خانہ ہے جس میں ان زبانوں کا اندراج ہوگا جنھیں کوئی شہری اپنی مادری زبان کے علاوہ سمجھتا ہے - اگر کسی کی مادری زبان تلگو یا تامل یا ہندی ہے اور وہ اس کے علاوہ اردو بھی سمجھتا ہے (اور ایسے لوگ ہمارے حیدرآباد میں لاکھوں کی تعداد میں ہوں گے) تو ہماری استدعا ہے کہ وہ اس خانے میں اردو بھی لکھوائیں -

حاضرین کرام! آپ حیدرآباد کے سر برآوردہ شہری ہیں، اور آپ میں سے بعض اصحاب تو ہماری قانون ساز جماعت اور بلدیہ کے رکن بھی ہیں۔ حیدرآباد شہر آندھرا پردیش کا صدر مقام ہی نہیں بلکہ یہ وہ شہر ہے جہاں اردو پیدا نہیں ہوئی تو پروان ضرور چڑھی، اور جہاں بڑے بڑے ہندو مسلمان اردو کے ادیب، شاعر، مورخ، افسانہ نویس اور سائنس داں پیدا ہوئے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں کی جامعہ میں سب سے پہلی مرتبہ ایک خالص ہندستانی زبان، اردو، ذریعہ تعلیم بنی۔ حیدرآباد پر اردو زبان کا اتنا حق ہے کہ ایک طبقے کا تو یہ کہنا ہے کہ اس زبان کے لئے اس شہر میں جد وجہد کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن ہمیں اس طرف سے بے توجہ نہیں ہونا چاہئے۔ حیدرآباد جنوبی ہند میں اردو زبان کا گویا گڑھ ہے اور آج اس کی کم سے کم پچاس فیصدی آبادی کی مادری زبان اردو ہے، اور باقی ماندہ آبادی میں سے کم سے کم پچھتر فیصدی اردو بولتے اور سمجھتے ہیں۔ ہمارے شہر کی مردم شماری کو بھی اردو کی حد تک ان ہی خطروں کا سامنا کرنا ہے جن کا ذکر ابھی کیا جا چکا ہے۔ اگر کہیں ہم نے بے اعتنائی برتی اور لفظوں کے الٹ پھیر میں اردو زبان کا یہ مرکز «ہندستانی» اور «تِرکو ماتا» کے پھندے میں آ گیا تو آندھرا پردیش میں اردو کا کوئی موقف باقی نہ رہے گا۔ اس مردم شماری پر پورے دس برس تک اردو مادری زبان والوں کی تعلیمی، سماجی، تہذیبی، اور سیاسی زندگی کا دار و مدار ہے۔ اس لئے آپ صاحبوں سے استدعا ہے کہ

اردو زبان کے نقیبوں کی حیثیت سے آج سے لیکر مردم شماری کے اختتام تک مختلف طریقوں سے اس بات کو اُجاگر کرنے کی کوشش کریں کہ جس کسی کی مادری زبان اردو ہو، یعنی جو اپنے گھر میں معمولی طور پر اردو بولتا ہو، وہ خانہ (۷ ـ الف) میں سوائے اردو کے کوئی دوسری زبان نہ لکھوائے، اور اگر اس کی کوئی دوسری مادری زبان مثلاً تلگو، یا مرہٹی، یا ہندی، ہو اور وہ اردو بھی سمجھ لیتا ہو، تو وہ خانہ (۷ـ ب) میں منجملہ دوسری زبانوں کے جن میں وہ کام چلا سکتا ہو، اردو بھی لکھوا کر واقعیت کا اظہار کرے۔

۲ اردو دستور کی دوسری تیرہ مسلمہ زبانوں میں سے ہر ایک کی طرح قومی زبان ہے اور اس کی حفاظت ہمارا قومی فرض ہے۔